حضرت

امام ربانی

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

کے نزدیک

مبتدی سالک کے بارے

احکامات

مفتی اکبر محمد عابد حسین سیفی

حضرت

امام ربانی

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

کے نزدیک

مبتدی سالک کے بارے

احکامات

مفتی پیر محمد عابد حسین سیفی

نام کتاب : حضرت مجدد الف ثانی کے نزدیک مبتدی سالک کے بارے احکامات

ترتیب : مفتی پیر محمد عابد حسین سیفی

ناشر : السیف الصارم پبلشرز

تعداد : ایک ہزار

اشاعت : اول فروری 1997ء

قیمت : 7 روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ سیفیہ : مرشد آباد منڈیکس باڑہ پشاور

السیف الصارم پبلشرز: جامعہ جیلانیہ، نادر آباد، لاہور کینٹ

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم والعاقبۃ لِلْمُتَّقِیْنَ وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین اشہد اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ انّ محمدًا عبدہٗ وَرَسُوْلُہٗ رضیتُ باللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا وَّرَسُوْلًاؕ وبالشمسِ العرفانی والقیوم الزمانی اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی مُرْشِدًا۔

اما بعد: اللہ جل مجدہ قرآن حکیم فرقان حمید میں فرماتے ہیں۔

یاایھاالذین امنو تقوا اللہ و کونوا مع الصادقین o

ترجمہ: "اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو"۔

(کنزالایمان)

مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ سچوں سے مراد اس جگہ مشائخ صوفیہ ہیں۔ جب کوئی شخص ان کی چوکھٹ کے خدام میں داخل ہو جاتا ہے تو ان کی تربیت اور قوت ولایت کی بدولت بڑے بڑے مراتب تک ترقی کر جاتا

ہے۔ شیخ اکبر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر تیرے کام دوسرے کی مرضی کے تابع نہیں ہوتے تو تو کبھی بھی اپنے نفس کی خواہشات سے انتقال نہیں کر سکتا گو عمر بھر مجاہدے کرتا رہے۔ لہٰذا جب تو تجھے کوئی ایسا شخص ملے جس کا احترام تیرے دل میں ہو۔ اس کی خدمت گزاری کر اور اس کے سامنے مردہ بن کر رہ کہ وہ تجھ میں جس طرح چاہے تصرف کرے اور تیری اپنی کوئی بھی خواہش نہ رہے۔ اس کے حکم کی تعمیل ہی جلدی کر اور جس چیز سے وہ روکے اس سے احتراز کر۔

چونکہ مشائخ صوفیاء کرام روحانی حکیم ہیں اور جو بھی سالک ان سے بیعت کرتا ہے وہ روحانی بیمار ہوتا ہے۔ جیساکہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے مکتوب نمبر 105 دفتر اول میں یوں فرمایا ہے کہ

جب حکماء کے نزدیک مقرر ہے کہ مریض جب تک بیماریوں سے تندرست نہ ہو جائے کوئی غذا اسے فائدہ نہیں دیتی اگرچہ مرغ بریاں (یعنی بھنا ہوا مرغ) ہو۔ بلکہ غذا اس صورت میں مرض کو بڑھا دیتی ہے۔

ہرچہ گیرد علتی علت شود

پس پہلے اس کی مرض کے دور کرنے کا فکر کرتے ہیں۔ بعد ازاں مناسب غذاؤں کے ساتھ آہستہ آہستہ اس کو اصلی قوت کی طرف لاتے ہیں۔ پس آدمی جب تک مرض قلبی میں مبتلا ہے۔ فی قلوبھم مرض (یعنی ان کے دلوں میں مرض ہے) کوئی عبادت و اطاعت اس کو

فائدہ نہیں دیتی بلکہ اس کے لئے مضر ہے۔ رب قال للقران والقران یلعنہ بعض لوگ قرآن مجید اس طرح پڑھتے ہیں کہ قرآن کریم ان پر لعنت کرتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے وزب صائم لیس لہ من صیامہ الا الجوع والظماء بعض روزے دار ایسے ہیں کہ سوائے بھوک اور پیاس کے اور کچھ ان کے نصیب نہیں ہوتا۔

دلی امراض کا علاج کرنے والے یعنی مشائخ بھی اول مرض کے دور کرنے کا حکم فرماتے ہیں اور اس مرض سے مراد ماسوائے حق کی گرفتاری ہے۔ بلکہ اپنے نفس کی گرفتاری ہے کیونکہ ہر شخص جو کچھ چاہتا ہے اپنے نفس کے لئے چاہتا ہے۔ اگر فرزند کو دوست رکھتا ہے تو اپنے لئے اور مال و ریاست و حب و جاہ ہے تو اپنے لئے۔ پس در حقیقت اس کا معبود اس کی اپنی نفسانی خواہشات ہیں۔ پس جب تک نفس اس قید سے خلاص نہ ہو جائے تب تک نجات کی امید مشکل ہے۔ پس دانشمند علماء اور صاحب بصیرت حکماء پر اس مرض کے دور کرنے کا حکم لازم ہے۔

در خانہ اگر کس است
یک حرف بس است

جیسے آجکل میفیوں پر بعض حضرات اعتراض کرتے ہیں کہ یہ مبتدی سالک کو نوافل و تلاوت قرآن مجید سے منع کرتے ہیں۔ اسی طرح امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے وقت میں بھی بعض ناواقف لوگوں نے

طریقہ نقشبندیہ پر اعتراض کیا تھا کہ یہ لوگ نوافل وغیرہ نہیں پڑھتے جس کے جواب میں حضرت مجدد صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے یوں فرمایا "کچھ لوگوں نے خواجگان نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم کے رسالوں سے قلت عمل (یعنی نوافل کو چھوڑنا) کا غلط مطلب نکال لیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ ان بزرگوں نے اتباع نبوی ﷺ ہی کو اپنا معمول بنایا ہے اور اس پر بھروسہ کیا ہے (یعنی وظیفے وغیرہ پڑھنے پر زور نہیں دیا) اور حضور انور ﷺ کو مرادیت اور محبوبیت حاصل تھی۔ لیکن اس قدر لمبی نمازیں پڑھتے تھے کہ آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے تھے (یعنی سوجھ جاتے تھے) اور طریقہ نقشبندیہ میں شروع اور وسط کے حالات میں جذبات سے تعلق ہوتا ہے اس لئے کثرت شکر اور استغراق کی وجہ سے وہ کثرت نوافل میں عمل نہیں رکھتے بلکہ دوام حضور کو فرائض واجبات اور سنن موکدہ کے ادا کے ساتھ جمع کرتے ہیں۔ اور اسی پر اکتفا کرتے ہیں اس کے ساتھ وہ عزمیت کو بہت اہم سمجھتے ہیں کہ وہ عظیم ریاضتوں میں سے ہے اور بالخصوص (شروع اور وسط والے) جذبات اور غلبات کے ساتھ وہ اور بھی اہم ہو جاتی ہے لیکن پھر جب عنایت الٰہی سے ان کے حالات (آگے چل کر) تلوین سے تمکین میں آ جاتا ہے تو پھر وہ کثرت طاعت میں لگ جاتا ہے (یعنی زیادہ نوافل پڑھتا اور زیادہ تلاوت قرآن کریم کرتا ہے) اور اس وقت ان کی ترقیوں کا مدار کثرت اعمال پر (یعنی نفلی عبادت پر) ہوتا ہے۔ (حضرت القدس ص 166-165)

ھذا رسالہ میں حضرت صوفی محمد منشاء صاحب کے استفسار پر "جو کہ

انہوں نے سالکین کے احوال و مشاہدات اور مبتدی سالک کو عبادات نافلہ (یعنی قرآن کریم کی تلاوت، درود شریف اور نوافل) کے منع کرنے کے بارے میں کیا تھا" کے جواب میں حضرت پیر طریقت رہبر شریعت مفتی پیر محمد عابد حسین سیفی مدظلہ نے ان کو صادر فرمایا۔

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مبتدی سالک کو نوافل نہیں پڑھنا چاہئے اور قرآن کریم کی تلاوت نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ ذکر پر زور دینا چاہئے اور اٹھتے بیٹھے، کھاتے پیتے، چلتے پھرتے، سوتے جاگتے، غرض ہر حالت میں حتیٰ کہ جماع اور قضائے حاجت کے وقت بھی ذکر کرنا چاہئے۔ جیساکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

الذین یذکرون اللہ قیما و قعود و علی جنوبھم

ترجمہ: جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے (کنزالایمان)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یاایھاالذین امنوا اذکروالله ذکرا کثیرا ○

(سورہ احزاب)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو۔ (کنزالایمان)

(واللہ اعلم بالصواب)

مولانا محمد انور سیفی

بخدمت جناب سراج السالکین پیر طریقت علامہ مفتی

پیر محمد عابد حسین سیفی دامت برکاتہم العالیہ

مہتمم دار العلوم جامعہ جیلانیہ نادر آباد'

بیدیاں روڈ' لاہور کینٹ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور اس مقام و اعلیٰ درجہ پر پہنچائے جس کی آپ آرزو رکھتے ہیں۔

حضور کے کمترین غلاموں میں سے غلام محمد منشاء حنفی عابدی سیفی اپنے حال پریشان حضور کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔

بندہ ناچیز خیریت سے ہے۔ موضع دربار محمد غوث المعروف بالا پیر ضلع اوکاڑہ میں ماہانہ محفل ذکر دن بدن کامیابیوں کی طرف بڑھ رہی ہے۔

سالکین کے احوال بہت اچھے ہیں کافی سالک مقام مشاہدہ میں تیز ہیں اور بعض کی کیفیت ایسی ہے کہ وہ ہمہ وقت دربار رسالت پناہ ﷺ کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ بعض سالکین پر مستی کی کیفیت طاری ہے اور بعض اپنے ذکر کی آواز کو اپنے کانوں سے سنتے ہیں اور بعض سالک ایسے ہیں جب وہ رات کو سوتے ہیں تو اپنے ذکر کی آواز کو اس تیزی سے سنتے ہیں کہ فوراً اٹھ بیٹھتے ہیں اور اپنے شیخ کامل و مکمل کو اپنے پاس پاتے ہیں اور بعض

سالکین کی حالت ایسی ہے کہ دوران نماز اپنے شیخ کو سامنے پاتے ہیں۔ الحمدللہ

یہ سب کمالات آپ حضور کی توجہات کی برکات سے ہیں۔

کچھ مخالفین کے اعتراضات اور پراپیگنڈے سے سالکین پریشان تھے۔ کہ یہ کیسا پیر پیدا ہوا ہے کہ سالکین کو درود پاک تلاوت قرآن کریم اور نوافل وغیرہ سے منع کرتا ہے۔ اس سے نئے سالکین پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ اس چیز کی وضاحت فرمائیں کہ مبتدی کے لئے کیوں منع ہیں۔

صاحبزادہ محبوب عالم حنفی کی طرف سے سلام عاجزانہ قبول ہو۔

السائل: محمد منشاء حنفی المعروف سرکار مبارک صاحب

آستانہ عالیہ سیفیہ عابدیہ

1۔ خانپور پیر مدرسہ 17 کلومیٹر ملتان روڈ' لاہور

2۔ دربار محمد غوث رحمتہ اللہ علیہ المعروف بالا پیر' ضلع اوکاڑہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب عزیز الوجود محمد منشاء حنفی عابدی سیفی المعروف سرکار مبارک بمقام

آستانہ عالیہ سیفیہ عابدیہ خانپور پیر مدرسہ 17 کلو میٹر ملتان روڈ، لاہور

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ!

جناب کا مکتوب 1996-1-3 کو موصول ہوا جس کا جواب آج مورخہ 1996-1-4 کو لکھ رہا ہوں۔ اس میں آپ نے موضع دربار محمد غوث المعروف بالا پیر پر ماہانہ محفل ذکر کی کامیابی کا ذکر فرمایا ہے جو بھی کوشش و محنت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے کامیابیوں اور کامرانیوں سے ہمکنار فرماتے ہیں۔ جن سالکین کو بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں حاضری اور زیارت کا شرف حاصل ہے، بہت بڑی سعادت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر استقامت نصیب فرمائے اور جو سالک مستی کی کیفیت رکھتے ہیں وہ کثرت توجہ اور ذکر سے ترقی کریں گے۔ ذکر کی آواز اپنے کانوں سے سننا بھی سعادت ہے اللہ تعالیٰ اور شوق و ذوق عطا فرمائے۔ نماز کی حالت میں یا ذکر کرکے دوران اپنے شیخ کامل و مکمل کو سامنے پانا بھی ایک اچھی کیفیت ہے۔ اس سے نماز میں کچھ فرق نہیں آتا۔

تصور شیخ

حضور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ دونوں کیفیات "کہ شیخ کا تصور بے تکلف ظاہر اور نماز کی حالت میں بے ساختہ تصور آجانا" بیان فرماتے ہیں۔

اگر در وقت ذکر گفتن صورت پیر بے تکلف ظاہر شود۔ آنرا نیز .قلب باید

بروو در قلب نگاہ داشتہ ذکر باید گفت میدانی کہ پیر کیست پیر آنکس ست کہ از و طریق وصول بجناب قدس خداوندی جل شانہ استفادہ نمائی و مددہا و اعانت ہا دریں طریق یابی مجرد کلاہ و دامنے و شجرہ کہ حرف شدہ است درحقیقت از پیری و مریدی خارج است و داخل رسوم و عادات مگر آنکہ جامہ تبرک از شیخ کامل و مکمل بدست آری و بااعتقاد و اخلاص باو زندگانی احتمال ثمرات و نتائج دریں صورت نیز قوی است۔ [دفتر اول حصہ سوم مکتوب 16]

ترجمہ: اگر ذکر کے وقت شیخ کا تصور بے تکلف ظاہر ہو تو اس کو بھی قلب کی طرف لے جانا چاہئے اور قلب پر نگاہ رکھ کر ذکر کرنا چاہئے (یعنی قلب کی طرف پوری طرح متوجہ ہو کر)

تو جانتا ہے پیر کون ہے پیر وہ ہے جس سے تو خدا تعالیٰ جل جلالہ کی پاک جناب کی طرف پہنچنے کا راستہ سیکھے اور اس راستہ میں تو اس سے مدد حاصل کرے۔ صرف کلاہ و دامن اور شجرہ پر نظر رکھنا جو آج کل معروف ہے۔ پیری و مریدی کی حقیقت سے خارج ہے۔ البتہ یہ رسم و عادت میں داخل ہے ہاں اگر شیخ کامل سے کوئی کپڑا بطور تبرک مل جائے تو اعتقاد و اخلاص کے ساتھ اسے پہن کر زندگی بسر کرنی چاہیے۔ ایسی صورت میں بے شمار فوائد و ثمرات کے حاصل ہونے کی قوی توقع ہے۔

نماز کی حالت میں شیخ کا تصور بے ساختہ آنا

خواجہ محمد اشرف
ورزش نسبت

رابطہ را نوشتہ بودند کہ سجدے استیلا یافتہ است کہ در صلوۃ آنرا مسجود خود میدا ندو مے بیند و اگر فرضاً نفی میکند منتفی نمیگردو محبت اطوار ایں دولت متمنائے طلاب ست از ہزاران یکے راَ مگر بدہند صاحب ایں معاملہ مستعد تام المناسبت ست یحتمل کہ باندک صحبت شیخ مقتدا جمیع کمالات اور اجذب نماید رابطہ را چرا نفی کنند کہ او مسجود الیہ ست نہ مسجودلہ چرا محاریب و مساجد را نفی نکننند ظہور ایں قسم دولت سعادت مندان را میسر ست تا در جمیع احوال صاحب رابطہ را متوسط خود دانندو در جمیع اوقات متوجہ او باشند نہ در رنگ جماعہ بیدولت کہ خود را مستغنی دانندو قبلہ توجہ را از شیخ خود منحرف سازند۔ [دفتر دوم حصہ ششم مکتوب 30]

ترجمہ: خواجہ محمد اشرف رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا تھا کہ رابطہ کی نسبت یہاں تک غالب ہو گئی ہے کہ نمازوں میں اس کو اپنا مسجود جانتا اور دیکھتا ہوں۔ اگر بالفرض اس کو دور بھی کرنا چاہتا ہوں تو نہیں ہو سکتا۔

ترجمہ: اے محب محترم طالبان حق اسی دولت کی تمنا کرتے ہیں اور ہزاروں میں سے ایک کو ملتی ہے۔ ایسے حال والا شخص کامل مناسبت کی استعداد رکھتا ہے۔ اور شیخ مقتداء کی قلیل صحبت سے تمام کمالات کو جذب کرلیتا ہے۔ رابطہ کی نفی کرتے ہو رابطہ مسجود الیہ ہے نہ مسجودلہ محرابوں اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے' اس قسم کی دولت سعادت مندوں کو میسر ہوتی ہے تاکہ تمام احوال میں صاحب رابطہ کو اپنا وسیلہ سمجھیں اور تمام اوقات اسی طرف متوجہ رہیں نہ ان بدبخت لوگوں کی طرح جو اپنے آپکو مستغنی جانتے ہیں اور توجہ کے مرکز کو اپنے شیخ کی طرف پھیر لیتے ہیں۔

○ آپ نے مشاہدات کا ذکر کیا ہے۔

سالک کو چاہئے کہ وہ مشاہدات پر نظر نہ رکھے اور ہمہ وقت ذکر میں مشغول رہے۔ اس بارے میں ایک سالکہ کے دراز واقعات کو پڑھنے کے بعد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اس کے نام نصیحت فرماتے ہیں۔

فرمانید کہ ازین قسم واقعات باید کہ متنبہ باشد و بتوبہ و استغفار تلافی نماید تمتعات دنیوی و مزخرافات فانی لاشے محض است۔ عاقل بان مفتون نشود و مبتلا نہ گردد وپیش نظر باید کہ احوال آخرت بود و دوام بذکر مشغول باشد چہ در کار است کہ لذت تمام و ذکر پیدا شود و چیزہا در نظر در آید آن خود داخل لہو و لعب است در ذکر کر ہرچند مشقت بود بہتر باشد و نماز پنجوقت ادا نمودہ اوقات رابذکر الٰہی جل شانہ معمود دارد و بہ التزاز ذکر معطل نباشد و باید کہ خدمت شمارا غنیمت دانستہ و راضا جوئی شما باشد و شمانیز خیلے بجانب البشان برویدو برفق تمام بجانب خود بکشید و دلالت بحسنات نمائیہ والسلام۔

ترجمہ: آپ اس کو فرمائیں کہ اس قسم کے واقعات سے آگاہ رہے اور توبہ و استغفا کے ساتھ ان کا تدارک کرے۔ دنیاوی مال و متاع اور فانی زیب و زینت لاشے محض ہے۔ عقلمند اس پر مفتون اور مبتلا نہیں ہوتا۔ آخرت کے احوال کو مدنظر رکھ کر ذکر میں مشغول رہنا چاہیئے۔ یہ کچھ ضروری نہیں کہ ذکر میں لذت تمام پیدا ہو۔ اور چیزیں دکھائی دیں یہ سب کچھ لہو و لعب اور کھیل کود میں داخل ہے۔ ذکر میں جس قدر مشقت ہو۔ بہتر ہے۔ نماز پنج وقتی کو ادا کر کے اوقات کو ذکر الٰہی کے ساتھ آباد رکھے۔

اور ذکر کی التزاذ سے بیکار نہ رہے۔ آپ کی صحبت کو غنیمت جان کر آپ کی رضا جوئی میں رہے۔ آپ کو بھی لازم ہے کہ اس کے پاس جایا کریں اور بڑی نرمی اور محبت سے اس کو اپنی طرف کھینچیں اور نیکیوں کی طرف رہنمائی کریں۔

والسلام

○ ذکر دو طرح کا ہے

1- وہ ذکر جو بندہ خود کرتا ہے۔

2- وہ ذکر جو شیخ کامل و مکمل سے حاصل کیا ہو۔

ان دونوں اقسام کی وضاحت مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ میں موجود ہے۔ کہ عام ذکر سے بلا کراہت درود شریف افضل و اعلیٰ ہے۔ لیکن وہ ذکر جو طالب نے شیخ کامل و مکمل سے اخذ کیا ہو وہ درود شریف سے افضل ہے۔ اس کی تفصیل مکتوبات میں موجود ہے کہ افضل ہونے کی وجہ کیا ہے۔

چند گاہ .صلوۃ خیر البشر علیہ و علی الہ الصلوۃ والسلام اشتغال داشتم بانواع و اقسام صلوۃ درود میفر ستادم و نتائج و ثمرات عاجلہ را بران مترتب میافتم وید قائق و اسرار ولایت خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلواۃ والسلام والتحیۃ مہتد میگشتم چون مدتے برین عمل گزشت اتفاقا فتورے دریں التزام پیدا گشت و توفیق این اشتغال زائل شد و بر صلوٰت موقتہ اقتصار افتادو دوران

وقت خوش می آمد کہ بجائے صلوۃ بہ تسبیح و تقدیس و تہلیل اشتغال نمایم گفتم حکمتے درین امر خواہد بود تا چہ ظاہر سازند (مکتوب ۵۷ دفتر دوم)

ترجمہ: کچھ مدت تک میں حضرت خیرالبشر علیہ الصلوۃ والسلام کی صلوٰۃ میں مشغول رہا۔ اور قسم قسم کے درود و سلام بھیجتا رہا۔ اور بہت سے دنیاوی فائدے اور نتیجے حاصل کرتا رہا۔ اور ولایت خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے اسرار و دقائق کا مجھ پر فیضان ہوتا رہا۔ کچھ مدت تک اسی طرح کرتا رہا۔ اتفاقاً اس التزام میں فرق آگیا اور اس اشتغال کی توفیق نہ رہی صرف صلوات موقتہ پر کفایت کی اس وقت بھی یہی اچھا معلوم ہوتا تھا کہ صلوٰۃ کی بجائے تسبیح و تہلیل و تقدیس میں مشغول رہوں میں نے اپنے دل میں سوچا کہ شائد اس میں کوئی حکمت ہو گی دیکھیں کیا ظاہر ہوتا ہے۔

آخر بعنایتہ اللہ سبحانہ معلوم گشت کہ درین وقت ذکر گفتن بہ از درود فرستادن است ہم مرسل را وہم مرسل الیہ را بدو وجہ یکے آنکہ در خبر قدسی آمدہ است من شغلہ ذکری عن مسائتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین وجہ دویم آنکہ چون ذکر ماخوذ از حضرت پیغمبر است علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام ثواب آن ذکر چنانچہ بذاکر میرسد بان سرور نیز مثل ان ثواب میرسد علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام قال علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بہا

(مکتوب 57 دفتر دوم)

ترجمہ: تو اللہ تعالیٰ کی عنایت سے معلوم ہوا کہ اس وقت ذکر کرنا صلوٰۃ و درود بھیجنے سے اچھا ہے۔ درود بھیجنے والے کے لئے بھی اور جس کی طرف درود بھیجا جاتا ہے اس کے لئے بھی دو وجہ سے پہلی وجہ یہ ہے کہ حدیث قدسی میں ہے کہ من شغلہ ذکری عن مسئلتی اعطیتہ افضل مااعطی السائلین جس کو میرے ذکر نے سوال کرنے سے روک رکھا تو میں اس کو تمام سوال کرنے والوں سے بڑھ کر دیتا ہوں۔

وجہ دوم:

یہ ہے کہ جب ذکر پیغمبر علیہ الصلواۃ والسلام سے ماخذ ہے تو اس کا ثواب جس قدر ذاکر کو پہنچتا ہے اسی طرح آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی پہنچتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا من سن سنۃً حسنۃً فلہ اجرھا و اجر من عمل بہا جس شخص نے کسی نیک سنت کو جاری کیا اس کو اس کا اپنا ثواب بھی ملے گا اور اس شخص کا بھی جو اس پر عمل کرے گا۔

وہمچنین ہر عملے نیک کہ از امتان بوجودے آید اجر آن عمل چنانچہ بعامل میرسد بہ پیغمبر کہ واضع آن عمل است نیز ہمان قدر اجر واصل میگردد بے آنکہ از اجر عامل چیزے نقصان کنند وہیچ در کار نیست کہ عامل بہ نیت پیغمبر عمل نماید چہ آن عطائے حق است جل سلطانہ عامل را دران صنعے نیست آرے اگر از عامل نیت پیغمبر نیز بوجود آید باعث از دیاد اجر عامل خواہد بود و این زیادتی نیز بہ پیغمبر عائد خواہد گشت ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم ○

(مکتوب نمبر57دفتردوم)

ترجمہ : اسی طرح جو نیک عمل امتوں سے وجود میں آتا ہے۔ اس عمل کا اجر جس طرح عامل کو پہنچتا ہے۔ اسی طرح پیغمبر ﷺ کو بھی جو اس عمل کا واضع ہے، پہنچتا ہے۔ بغیر اس کے کہ عامل کے اجر کو کچھ کم کریں اس بات کی ضرورت نہیں کہ عمل کرنے والا پیغمبر علیہ الصلواۃ والسلام کی نیت پر عمل کرے کیونکہ وہ حق تعالیٰ کا عطیہ ہے۔ عامل کا اس پر کچھ دخل نہیں ہاں اگر عامل سے پیغمبر علیہ السلام کی نیت بھی ظاہر ہو جائے۔ تو عامل سے زیادہ اجر کا باعث ہے۔ اور یہ زیادتی بھی پیغمبر ﷺ کی طرف عائد ہو گی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم یہ اللہ کا فضل ہے۔ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے، اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

وشک نیست کہ مقصود اصلی از ذکر یاد حق است سبحانہ و تعالیٰ و طلب اجر طفیلی اوست درود و مقصود اصلی طلب حاجت است شتان ما بینہما پس فیوضیکہ از راہ ذکر بہ پیغمبر برسد باضعاف زیادہ خواہد بود ازان برکاتیکہ از راہ درود باو برسد علیہ الصلواۃ والسلام باید۔

(مکتوب نمبر57دفتردوم)

ترجمہ : کچھ شک نہیں کہ ذکر سے اصلی مقصود حق تعالیٰ کی یاد ہے اور اس پر اجر کا طلب کرنا اس کا طفیلی اور تابع ہے اور درود میں اصلی مقصد طلب حاجت ہے۔ شتان ما بینہما (ان دونوں میں بہت فرق ہے)

پس وہ فیض جو ذکر قلبی کی راہ سے پیغمبر علیہ الصلواۃ والسلام کو پہنچتے ہیں ان برکات سے کئی گنا زیادہ ہیں جو درود کی راہ سے پیغمبر علیہ الصلواۃ والسلام کو پہنچتے ہیں۔

دانست کہ ہر ذکر این رتبہ ندارد ذکریکہ شایان قبول است باین مزیت مخصوص است ذکر یکہ نہ ایں چنین است درود رابروے مزیت است و وصول برکات از درود بیشتر متوقع است لیکن ذکر یکہ طالب از شیخ کامل و مکمل اخذ نماید و بشرائط طریقہ بران مداومت کند از درود گفتن افضل است چہ این ذکر وسیلہ آن ذکر است تا این ذکر نکند بان ذکر نرسد از نیجاست کہ مشائخ طریقت قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم مبتدی را غیراز ذکر کردن تجویز نہ کردہ اند و درحق او اقتصار بر فرائض و سنن نمودہ اند واز امور نافلہ منع ساختہ۔

(مکتوب نمبر 57 دفتر دوم)

ترجمہ: جاننا چاہیے کہ ہر ذکر یہ مرتبہ نہیں رکھتا۔ وہ ذکر جو قبولیت کے لائق ہے۔ وہی اس زیادتی کے ساتھ مخصوص ہے۔ لیکن جو ذکر ایسا نہیں۔ درود کو اس پر زیادتی اور فضیلت ہے۔ اور درود سے زیادہ برکتیں حاصل ہونے کی امید ہے ہاں وہ ذکر جو طالب کسی شخص کامل مکمل سے اخذ کرتا ہے۔ اور طریقت کے آداب و شرائط کو مدنظر رکھ کر اس پر مداومت کرتا ہے درود کہنے سے افضل ہے۔ کیونکہ یہ ذکر اس ذکر کا وسیلہ ہے۔ جب تک یہ ذکر نہ ہو۔ اس ذکر تک نہیں پہنچ سکتے۔

یہی باعث ہے کہ مشائخ طریقت قدس سرہم مبتدی کے لئے سوائے ذکر کرنے کے اور کچھ جائز نہیں سمجھتے اور اس کے حق میں صرف فرضوں اور سنتوں پر کفایت کرتے ہیں اور امور نافلہ سے منع کرتے ہیں۔

○ مبتدی سالک

مبتدی سالک کا ذکر کرنا نفل تلاوت قرآن کریم اور درود شریف پڑھنے سے افضل ہے۔ بلکہ ذکر کے علاوہ نفلی عبادات اس کے لئے وبال ہیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے ملا طاہر رحمتہ اللہ علیہ کے نام صادر فرمایا۔ یہ پورا مکتوب ہی ان نتائج اور ترقی و مراتب کے بارے میں ہے جو ذکر اور تلاوت قرآن کریم اور نماز سے حاصل ہوتے ہیں۔

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی:

مبتدی طالب این راہ را از ذکر گفتن چارہ نبود کہ ترقی او مربوط بتکرار ذکر است بشرط آنکہ از شیخ کامل مکمل گرفتہ شود۔

اس راہ کے مبتدی طالب کے لئے ذکر کرنا ضروری ہے کیونکہ اس کی ترقی ذکر کے تکرار کے ساتھ وابستہ ہے۔ شرط یہ ہے کہ ذکر شیخ کامل و مکمل سے حاصل کیا ہو۔

واگر مقرون باین شرط نبود بسا است کہ از قبیل اوزاد ابرار بود کہ

نتیجه آن ثواب است نه درجه قرب که مقربان تعلق دارد و آنکه گفتم بما
است که از قبیل اوراد ابرار بود زیراکه جائز است که فضل خداوندی جل
سلطانه بے توسط شیخ تربیت طالب نماید و تکرار ذکر او راز مقربان سازد بلکه
روا است که بے تکرار ذک اور ابراتب قرب مشرف سازد و از اولیائے
خود گرداند این شرط باعتبار اکثر است و بروفق حکمت و عادت است و چون به
فضل خداوندی جل سلطانه معامله که بذکر وابسته بود تمام شود و از گرفتاری
آلهه هوای خلاصی میسر گردد و اماره باطمینان آید ان زمان ترقی از ذکر گفتن
حاصل نمی شود و ذکر آنجا حکم اوراد ابرار پیدا ای کند۔

ترجمہ : اور اگر اس شرط کے ساتھ نہ ہو تو وہ ابرار کے اوراد کی قسم میں
سے ہے۔ جس کا نتیجہ صرف ثواب ہے۔ اس سے قرب کا وہ درجہ جو
مقربین کو حاصل نہیں ہوتا اور یہ جو کہا ہے کہ ابرار کے اوراد کی قسم سے
ہے اس لئے ہے کہ ہو سکتا ہے کہ حق تعالیٰ کا فضل شیخ کے وسیلہ کے بغیر
کسی طالب کی تربیت کرے اور ذکر کا تکرار اس کو مقربوں میں سے بنا دے
بلکہ جائز ہے۔ کہ ذکر کے تکرار کے بغیر اس کو مقرب کے مراتب سے
مشرف کر دے اور اپنے اولیاء میں سے بنا لے اور یہ شرط اکثر کے اعتبار
سے ہے۔ (یعنی الا نادر بہت کم) اور حکمت و عادت کے موافق ہے جب اللہ
تعالیٰ کے فضل سے وہ معاملہ جو ذکر سے وابستہ ہے۔ پورا ہو جاتا ہے اور
نفسانی خواہشات کے معبودوں کی گرفتاری سے نجات حاصل ہو جاتی ہے اور
نفس امارہ مطمئنہ ہو جاتا ہے تو اس وقت ترقی ذکر کرنے سے حاصل نہیں

ہوتی۔ اس مقام میں ذاکر ابرار کے اوراد کا حکم پیدا کر لیتا ہے۔

دران موطن مراتب قرب مربوط بتلاوت قران و ادائے نماز بطول قرات است آنچا دل از ذکر گفتن میسر میگشت این زمان بتلاوت قرآن علے الخصوص کہ در نماز خوانده شود میسر است بالجملہ درین وقت ذکر حکم تلاوت پیدا می کند کہ در اول از قبیل اوراد ابرار بوده و تلاوت حکم ذکر پیدا کرده کہ در ابتدا و توسط از مقربات بوده عجب معاملہ است دریوقت اگر ذکر بعنوان قرات قران تکرار کرده شود کہ از کلمات قدسی آیات قرآنی است و باستعاذه شروع نموده آید ہمان فائده میدہد کہ از تلاوت قرآن میسر است و اگر بعنوان قرات تکرار کرده نشود در رنگ عمل ابرار است۔

ترجمہ : اس مقام میں قرب کے مراتب قرآن کریم کی تلاوت اور نماز کو لمبی قرات کے ساتھ پڑھنے کے ساتھ وابستہ ہیں۔ شروع شروع میں جو کچھ ذکر کرنے سے میسر ہوتا تھا۔ (یعنی جو کیفیات ذکر سے حاصل تھیں) اس وقت قرآن کریم کی تلاوت اور خاص کر نماز کی قرات میں حاصل ہو جاتا ہے۔

غرض اس وقت ذکر تلاوت ذکر کا حکم پیدا کر لیتا ہے۔ جو پہلے پہلے ابرار کے اوراد کی قسم سے تھا۔ اور تلاوت ذکر کا حکم پیدا کر لیتی ہے۔ جو ابتدا اور درمیان میں مقربات میں سے تھی۔ عجب معاملہ ہے۔ اس وقت اگر ذکر کو قرات کو قرآن کریم کے طور پر تکرار کیا جاتا ہے جو آیات قرانیہ کے پاک کلمات میں سے ہے اور اعوذ سے شروع کیا جاتا ہے تو وہ فائدہ دیتا ہے جو قرآن کریم کی تلاوت سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اگر قرات کے طور پر

تکرار نہ کیا جائے تو ابرار کے عمل کی طرح ہے۔

ہر عمل را مقامے است و موسے کہ اگر دران موسم بجا آورده شود حسن وملاحت پیدا می کند و اگر دران موسم ادا کرده نشود بسا است کہ خطا بود اگرچہ حسنہ باشد قرات فاتحہ دراوان تشہد خطا است اگرچہ ام الکتاب است پس پیر درین راہ از ضروریات آمد و تعلیم او ہم از اہم مہمات گشت و بدونہ خرط القتاد عزیزے فرمودہ است **بیت**۔

زاں روئے کہ چشم تست احول
معبود تو پیر تست اول

(مکتوب امام ربانی مکتوب نمبر25 دفتر سوم)

ہر عمل کے لئے مقام و موسم ہے کہ اگر وہ اس موسم میں بجالائیں تو حسن و ملاحت پیدا کرتا ہے۔ اور اگر اس موسم میں ادا نہ کیا جائے تو اکثر اوقات وہ عمل سراسر خطا ہوتا ہے۔ اگرچہ حسنہ اور نیک ہو جیسے کہ تشہد کے وقت فاتحہ پڑھنا ام الکتاب ہے۔ سراسر خطا ہے۔ پس اس راہ میں پیر اور اس کی تعلیم نہایت ضروری ہے۔ و بدونہ خرط القتاد (ورنہ بے فائدہ تکلیف ہے) کسی بزرگ نے فرمایا ہے

آنکھ احوال تیری ہے جب دانا
پیر تیرا ہے ترا پہلا خدا

○ حضور امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ مکتوب نمبر12 میں فرماتے ہیں۔ کیونکہ یہ مکتوب بھی تضرع و نیاز اور ذکر اور قرآن

کی تلاوت میں طول قنوت یعنی قیام کے فائدوں میں سیادت پناہ میر محمد نعمان
"کی طرف صادر فرمایا ہے۔

فرماتے ہیں:

الحمدلله وسلام علی عباده الذین الاصطفی صحیفه شریفه سیادت پناه اخوی وصول یافته مسرور گردانید نوشته بودند که دعا و تضرع و زاری و دوام التجا بحضرت حق سبحانه بهت است۔ یا ذکر گفتن بهتر یا این روش ممزوج بذکر بهتر از ذکر گفتن چاره نیست با این هرچه جمع شود و لتست مدار وصول بر ذکر نهاده اند چیزهائے دیگر در رنگ ثمرات و نتائج ذکر اند و نیز پرسیده بودند که ازین سه چیز کدام چیز بهتر است ذکر نفی و اثبات و تلاوت قرآن و نماز بطول قنوت

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ کی حمد ہے۔ اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو)

برادرم سیادت پناہ صحیفہ شریفہ پہنچا۔ بڑی خوشی حاصل ہوئی آپ نے لکھا تھا کہ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا اور تضرع اور زاری اور دوام التجا بہتر ہے۔ یا ذکر کرنا یا یہ سب کچھ ذکر کے ساتھ ملا ہوا بہتر ہے۔

میرے عزیز ذکر کرنا ضروری ہے اس کے ساتھ جو کچھ جمع ہو جائے دولت و نعمت ہے۔ وصول کا مدار ذکر پر موقوف ہے۔ دوسری چیزیں ذکر کے ثمرات و نتائج ہیں۔ نیز آپ نے پوچھا تھا کہ ذکر نفی اثبات اور تلاوت قرآن کریم اور طول قنوت کے ساتھ نماز ادا کرنا ان تینوں میں سے کونسا بہتر ہے۔

ذکر نفی و اثبات در رنگ وضواست که شرط نماز است تا طهارت

درست نشود شروع در نماز ممنوع است ہمچنین تا معاملہ نفی بانجام نرسد غیراز فرائض و واجبات و سنن ہرچہ کنند از عبادات نافلہ داخل و بال است۔ اول ازالہ مرض خود باید ساخت کہ مربوط بذکر نفی و اثبات است بعد ازان ،عبادات و حسنات دیگر کہ در رنگ غذائے صالح اند مربدن را باید پر داخت پیش از زوال مرض ہر غذا کہ تناول نمایند فاسد و مفسد است۔ مصرع

ہر چہ گیرد و علتی علت شود

(مکتوب نمبر12دفتر سوم)

ترجمہ : تو نفی اثبات کا ذکر وضو کی طرح ہے۔ جو نماز کی شرط ہے۔ جب تک طہارت درست نہ ہو نماز کا شروع کرنا منع ہے۔ اسی طرح جب تک نفی کا معاملہ انجام تک نہ پہنچ جائے تو اس وقت تک فرائض واجبات اور سنتوں کے علاوہ عبادات نافلہ جس قدر کریں سب وبال میں داخل ہے پہلے مرض کو دور کرنا چاہیے جو نفی اثبات کے ذکر پر وابستہ ہے۔ بعد ازاں دوسری عبادات و حسنات ہیں جو بدن کے لئے اچھی غذا کی طرح ہیں۔ مشغول ہونا چاہئے مرض کے دور ہونے سے پہلے جو غذا کھائیں فاسد و مفسد ہے۔

شعر۔ جو کچھ مریض کھائے اس کی مرض بڑھائے۔

☆ ☆ ☆

السیف الصارم
پبلشرز